(غلام محمد)

ممکد بندہ غلام محمد غزل لائلپوری

۷۸۶

خطبۂ صدارت

شیخ التفسیر حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہم العالی

جانشین حضرت شیخ الہند رح

جو بموقعہ

میرٹھ مسلم لیگ کانفرنس

۳۱ دسمبر ۴۵ء میں پڑھا گیا

الناشر

خادم العلماء حق عبد المجید شیخ صاحب جالندہری

۱۳۶۵ھ

۶ ربیع الا[illegible] سہ شنبہ

۳ [illegible] خریدا

پیش لفظ

برادرانِ محترم! آج مسلم لیگ کے مخالفین ہر سٹیج سے یہ گمراہ کن پراپگنڈہ کر رہے ہیں کہ مسلم لیگ بے دینوں۔ اسلام دشمنوں اور خدا کے باغیوں کی جماعت ہے۔ خطبۂ زیرِ نظر سے آپ بخوبی اندازہ فرما سکیں گے کہ اسلامیانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے عظیم الشان نصب العین پاکستان سے دنیائے اسلام کے سب سے زیادہ باعثِ افتخار بزرگ شیخ التفسیر حضرت العلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ العالی کس قدر محبت وعقیدت کا اظہار فرماتے ہوئے اسکے حصول کی راہ پر ہمیں گامزن فرما رہے ہیں۔

خدائے بزرگ و برتر ہمارے مخالفین کو بھی اس خطبہ کے مطالعہ کی توفیق بخشے۔

مسیح جالندھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین ٥ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین ٥
علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین ٥ والعاقبۃ للمتقین ٥

برادران اسلام اور محترم قائدین مسلم لیگ! آپ حضرات نے اس کانفرنس کی صدارت
ے تفویض فرمائی گو میں اس کا اہل نہ تھا۔ بہر حال اس قدر افزائی کا شکر گزار ہوں
ن تھا اگر مجھے زیادہ وقت اور اپنے مشاغل کثیرہ سے فرصت کا موقع ملتا تو
ی بسیط خطبہ تیار کر لیتا۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری
م کچھ زیادہ فصاحت و بلاغت کی بھوکی نہیں۔ وہ ایک ایسے دور سے گزر
ی ہے۔ جبکہ تھوڑا سا وقت بھی ضائع کئے بغیر اس کو اصل مقصد اور
س کے متعلقات سے سیدھے سادے الفاظ میں آگاہ کر دیا جائے بناء
ریں میں طویل تمہیدات اور رسمی شکریوں میں پڑنے کے بجائے محض اصل
قصد کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ میری ان چند سطور کو جو بہت عجلت میں
ختصار کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ اگر آپ نے توجہ سے سنا اور سن کر کسی صحیح فیصلہ
ر پہنچ گئے تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت بے کار نہیں گئی اور علالت و معذوری
ے باوجود جو سفر میں نے بادل ناخواستہ اختیار کیا اس کا پھل مجھے مل گیا۔
جھے آپ کے ہاں نہ کوئی منصب چاہیئے نہ تحسین و آفرین کے نعرے۔
ک اور صرف ایک ہی چیز مجھے مطلوب ہے کہ مسلم قوم وقت کی نزاکت
ور سامنے آنے والے مسائل کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ لے اور جو رکاوٹیں
س رستہ میں حائل ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور جس
یز کو حق و صواب سمجھ لے اس کی حمایت میں جان و دل سے سرگرم
و جائے۔

اب میں اُس تاریخی مقام سے جہاں سے ۸۸ برس پہلے ایک غیر منظم فوجی انقلاب کی تحریک اٹھی تھی، آج ایک منظم اور آئینی انقلاب کی طرف آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ امید ہے آپ اس کو غور سے سُنیں گے۔

مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مسلم لیگ کو کو جو بے مثال کامیابی عطا فرمائی سب سے پہلے بارگاہِ رب العزت میں اس کا شکر ادا کرنے اور اس کی تسبیح و تحمید اور استغفار میں مشغول رہنے کی ضرورت ہے۔ خداوند قدوس کی نصرت و اعانت سے اس عدیم النظیر کامیابی نے مخالفوں کے حوصلے پست کر دئے اور لیگ کے حامیوں کی ہمتیں بڑھادیں۔ مگر صوبجاتی الیکشن ابھی باقی ہے جو پہلے سے کہیں زیادہ طویل و عریض اور سخت جدوجہد، جانفشانی اور تندہی کا محتاج ہے۔ مبادا کامیابی ادھوری رہ جائے۔ اس لئے میں چند الفاظ صوبجاتی الیکشن کے ووٹروں کی خدمت میں بطور مشورہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ووٹروں سے خطاب

موجودہ الیکشن میں جو نمائندے کسی قوم کی طرف سے جائیں گے۔ ملک ہند کا آئندہ مستقل دستور بنانے میں انہی کا دخل ہوگا۔ اس لئے ووٹ دینے والوں کو قرابت۔ پارٹی۔ لالچ۔ دوستی۔ تلمذ۔ پیری مریدی اور عقیدت وغیرہ کے تمام تعلقات سے قطع نظر کرکے اپنی عظیم ذمہ داری کو اچھی طرح محسوس کر لینا چاہئے۔ آج شخصیتوں کی جنگ نہیں اصول کی جنگ ہے۔ اگر صحیح اصول پر نظر کرکے کسی قابل آدمی کو آپ نے ووٹ دیا تو آپ بحسن و خوبی اپنے فرض سے سبکدوش ہوگئے۔ اس کے برخلاف اگر

آپ بنیادی اصول کو عمداً نظر انداز کرکے دوسری زائد الجھنوں میں الجھیں تو جو عظیم نقصان ایسا بے اصول طریقہ اختیار کرنے سے آئندہ قوم کو پہنچے گا اس کی تمام تر ذمہ داری آپ کے سر رہے گی اور آپ ہی اس بارے میں مسؤل و ماخوذ ہوں گے۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ اصل مقابلہ لیگ کا کانگریس سے ہے دوسری مسلم جماعتوں سے نہیں لیکن کانگریس نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ جو جماعت یا شخص مسلم لیگ کے خلاف کھڑا ہوگا کانگریس اُس کی حمایت اور امداد کرے گی۔ اس لئے مسلم لیگ قدرتی طور پر کانگریس کے ساتھ اس کی امدادی یا معاون جماعتوں اور اشخاص کا مقابلہ کرنے پر بھی مجبور ہوئی کیونکہ یہ جماعتیں اس وقت جو کچھ کہہ رہی ہیں وہ فی الحقیقت ہندو اکثریت کے مطلب کی باتیں ہیں جو ان کی زبانوں سے ادا ہوتی ہیں۔ جد و جہد۔ محنت و مشقت اور دوڑ دھوپ ان کی ہے اور اس کا میٹھا پھل آخرکار اُسی ہندو قوم کو ملنے والا ہے۔ گویا بقول اکبر مرحوم ان کی زبانِ حال اس طرح گویا ہے

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زبان میری ہے بات اُن کی
اُنہی کی محفل سنوارتا ہوں
چراغ میرا ہے رات اُن کی
سُنے جو اِس کو اُسے تردد
جو اِس کو دیکھے اُسے تحیر
ہماری نیکی اور اُن کو برکت
عمل ہمارا نجات اُن کی

اب سُنیئے

اصل بنیادی اختلاف لیگ اور کانگرس میں اس وقت یہ ہے کہ کانگرس کی ساری جڑ بنیاد قومیت متحدہ پر قائم ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ ہندو مسلمان ایک قوم ہیں اور پورے ہند کی مخلوط حکومت میں چونکہ ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے ایسے نظام حکومت میں جہاں ہر چیز کا فیصلہ محض رائے شماری سے ہوتا ہو۔ نو دس کروڑ مسلمانوں کو اقلیت کی وجہ سے ہمیشہ اور ہر جگہ ان کے رحم وکرم پر رہنا ہوگا۔

مسلم لیگ کہتی ہے کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ مستقل قومیں ہیں اور پیدائش کے وقت سے مرنے کے بعد تک اُن کے نام۔ اُن کے کام اُن کے عقائد۔ اعمال۔ عبادات۔ نکاح وطلاق۔ رہن سہن کے طریقے۔ غرضیکہ تاریخی روایات ہیرو جذبات تجہیز تکفین۔ وراثت کے قاعدے۔ غرض جملہ معاملات میں دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں۔ حتیٰ کہ مسلمانوں میں سے بڑے سے بڑا صاف ستھرا پاک نفس۔ پاک باطن۔ عالم۔ متقی اگر اپنی انگلی ہندو کے اُس برتن کو لگادے جسے کتے چاٹ رہے ہوں تو ہندو اُسے مٹی اور گوبر سے مانجھ کر صاف کرتا ہے اور اس چھوت چھات کے دُور کرنے کی ادنیٰ ترین کوشش بھی ان کا وہ لیڈر نہیں کرتا جو اچھوت اقوام کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے۔

اب مسلم لیگ کا کہنا یہ ہے کہ جب دو قومیں جدا جدا ہیں تو آزادی ان میں سے ہر ایک کا حق ہے۔ ان میں سے ایک ہمیشہ دوسرے کے رحم کرم پر کیوں رہے خصوصاً وہ غیور قوم جس نے اس دوسری قوم پر

آٹھ سو برس تک حکومت بھی کی ہے اور آج بھی وہ زمین کے ایک بہت بڑے حصہ پر حکمران ہے۔

اس لئے ہم کم از کم یہ چاہتے ہیں کہ آج کل کے اصول کے موافق جن صوبوں میں جس قوم کی اکثریت ہو وہاں اس کی آزاد حکومت ہو۔ پھر دونوں آزاد قومیں عہد و پیمان اور مضبوط قول و قرار کے ذریعہ اسی طرح سارے ملک کو خوشحال اور پُر امن بنائیں اور ہر تیسری قوم کو یہاں سے دفع کریں جس طرح دنیا کی دو چھوٹی بڑی آزاد سلطنتیں آپس میں معاہدہ کر کے اپنی بہتری کی کوشش اور اپنے مشترک دشمن کا مقابلہ کرتی ہیں۔ اُدھر اپنی قوم کے افراد و اشخاص میں جو خرابیاں پائی جائیں اپنی قومی طاقت اور اچھی تدبیروں سے ان کی اصلاح کرتے رہیں۔ یہ نہ کریں کہ اپنے بھائیوں سے خفا ہو کر دوسری قوم کی گود میں جا بیٹھیں کہ یہ چیز غیرت ایمانی اور شرافت انسانی دونوں کے خلاف اور اپنی قوم کے لئے سخت ضرر رساں ہے۔

اب جو مسلم اشخاص یا مسلم جماعتیں ہندو اور مسلمان کو ایک قوم کہتے اور سارے ملک کی ایک مخلوط حکومت چاہتے ہیں وہ سب کانگریس کے ساتھ ملحق ہیں۔ اُن کو ووٹ دینا حقیقۃً کانگریس ہی کو ووٹ دینا ہوگا۔ اس کے بالمقابل جو اُن کو دو مستقل قومیں مانتا ہے اور دونوں کی الگ الگ آزاد حکومت چاہتا ہے وہ لیگ کی طرف رہے گا۔ آگے اس کا فیصلہ ہر پڑھا لکھا اور اَن پڑھ آدمی یہاں کے آپس کے معاملات کو دیکھ کر خود کر سکتا ہے کہ یہ سب ایک قوم ہیں یا دو۔ اور بیک وقت مکمل آزادی دونوں قوموں کا حق ہے یا صرف ایک کا۔

عجیب تر بات یہ ہے کہ ہندوستان کے موجودہ وائسرائے لارڈ ویول
نے بھی جو برطانوی تاج اور برطانوی حکومت کا سب سے بڑا نمائندہ ہے اوّل
۱۷ فروری ۱۹۴۴ء کو سنٹرل لیجسلیچر میں اس کے بعد ۱۴ دسمبر ۱۹۴۴ء کو بمقام کلکتہ
اجلاس ایسوسی ایٹیڈ چیمبر آف کامرس میں پھر ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو موقع دربار راولپنڈی اپنی
دورانِ تقریر میں یہ اشارات کئے ہیں کہ اس ملک کی تقسیم نہیں ہو سکتی اور کوئی بڑا عمل
جراحی اس پر نہیں ہونا چاہئے بلکہ مرکزی حکومت ایک ہی رہنا چاہئے۔ نیز ان سے
پہلے وائسرائے لارڈ لنلتھگو نے ۲۰ دسمبر ۱۹۴۲ء آل انڈیا ایسوسی ایٹیڈ چیمبر آف
کامرس منعقدہ کلکتہ میں یہی بات اجمالاً کہی تھی۔ گویا اس وقت صورتِ حال
یہ ہوئی کہ کانگریس۔ وائسرائے اور کانگریس کی حامی جماعتیں سب ایک طرف
وحدانی حکومت کے حامی ہیں۔ مسلم لیگ تنہا ان سب سے اجتماعی نظریہ کے مقابلہ
کھڑی ہے کیا ان حالات میں آپ پسند کریں گے کہ مسلم لیگ کے خلاف ووٹ
دیکر کانگریس کی صراحتوں اور حکومت برطانیہ کے سب سے بڑے نمائندے
کے اشاروں کی تائید و حمایت کریں۔

ایک موٹی بات اور سوچنے کی ہے پاکستان (یعنی مسلم قوم کی حصہ رسدی
آزادی) پر جس قدر اعتراضات قوم پرست مسلمان کر رہے ہیں وہ سب ان
سے پہلے ہندوؤں کے اخباروں اور لیڈروں نے کیے ہیں جن میں سے اکثر کا
حاصل یہ ہے کہ پاکستان بننے سے صرف مسلم قوم کا نقصان ہے ہندوؤں
کو کچھ ضرر نہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں (اپنے ضمیر کی آواز سے دل پر ہاتھ رکھکر
جواب دیجئے) کہ کیا واقعی آپ کے نزدیک ہندوؤں کو اس قدر بیقراری اور
اضطراب اور درد اس کا ہے کہ گو ہمارا تو فائدہ ہے لیکن پاکستان بننے میں
بچارے مسلمانوں کو بڑا سخت نقصان پہنچ جائے گا ہم اپنے فائدے کے مقابلے

ہیں مسلمانوں کو نقصان برداشت کریں اسی لئے تو ہم لاکھوں روپیہ ان جلقوں کی مدد پر خرچ کر رہے جو پاکستان کی مخالف ہیں اگرچہ اس خرچہ کا نتیجہ اب تک یہ ہی ہوا ہے اور آئندہ بھی انشاءاللہ یہ ہی ہو گا۔

والذین کفروا ینفقون اموالہم لیصدوا عن سبیل اللہ فسینفقونہا ثم تکون علیہم حسرۃ ثم یغلبون۔

کافر لوگ اپنے مال اللہ کے راستے سے روکنے کی غرض سے خرچ کرتے ہیں تو ضرور وہ مال و دولت خرچ کریں گے پھر ان کو حسرت ہوگی پھر ہار جائینگے

بہرحال انگریزی غلامی سے نجات وہ بہرحال دونوں قوموں کے باہمی معاہدہ کے بعد متحدہ و متفقہ کوشش سے حاصل ہو سکتی ہے اس میں کوئی رکاوٹ پاکستان کی صورت میں بھی نہیں

ان تمام صاف اور کھلی ہوئی باتوں کو سمجھ کر بھی اگر کوئی مسلمان لیگ کے مخالف ووٹ دیتا ہے تو خود اپنے اور اپنی قوم کے آخری انجام کو سوچے اور آخرت کی جوابدہی کی بھی فکر کرے کہ اس نے جان بوجھ کر اپنی قوم کو نقصان پہنچایا اور اسے کفار کی نگاہوں میں رسوا اور ذلیل کیا بنا علیہ ہم تمام ووٹ دینے والوں کو جو میرا مشورہ چاہتے ہیں پوری بصیرت سے اور غور و فکر کے بعد یہ ہی مشورہ دونگا کہ وہ بحالت موجودہ صرف مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیں اور اس کے خلاف کسی شخصیت اور کسی تعلق کی پرواہ نہ کریں وما علینا الا البلاغ

مترددین سے خطاب

یہاں ایک خلش باقی رہ جاتی ہے جو عموماً مسلمانوں کے دلوں میں پیدا یعنی سے اندیشہ کرائی جاتی ہے اندیشہ پیدا ہونی بھی چاہئے کیونکہ اس کا منشا

خالص دینی اور محض جذبۂ اسلامیت ہے مسلمان ہر چیز کو برداشت کر سکتا ہے لیکن وہ کتنا ہی گنہگار ہو یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ دین اسلام کو کوئی نقصان پہنچا دیکھے یا ایسے لوگوں کی حمایت و تائید کرے جن سے دین کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ بہر حال جمہور اہل اسلام کا دینی جذبہ کبھی اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ دہریوں، بے دینوں، منکروں اور باطل پرست فرقوں یا علانیہ احکام دینیہ سے بے پرواہی برتنے والوں کی ہمت افزائی کریں یا انکی بے دینی میں مدد کریں۔

مسلم لیگ کا دروازہ چونکہ ہر مدعئی اسلام کے لیے کھلا ہوا ہے اور اس میں کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہو گئے ہیں جو فی الحقیقت مذکورہ بالا گروہوں میں سے بعض کے ساتھ وابستہ ہیں اسی لئے بہت سے دیندار مسلمان اس میں کشادہ دلی کے ساتھ شامل ہونے سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلا شبہ یہ ایک اچھا دینی جذبہ ہے جو نہایت قابل قدر ہے اور راقم الحروف خود ایک مدت دراز تک اسی کشمکش و پیچ میں رہا اور یہی وجہ ہے کہ خاصی تاخیر سے میں نے لیگ کی حمایت میں قلم اٹھایا میں نے اپنی قدرت کی حد تک مسئلہ کی نوعیت پر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں غور و فکر کیا اللہ سے دعائیں کیں اور استخارے کئے بالآخر ایک چیز میرے اطمینان اور شرح صدر کا سبب بنی اور وہ حضرت امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ کی ایک تصریح ہے جو ان کی کتاب السیر الکبیر میں موجود ہے اور آپ جانتے ہوں گے کہ فقہ حنفی کا سارا مدار انہیں امام محمد کی تصنیفات پر ہے۔

اس تصریح کے سننے سے قبل میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ جو کثیر التعداد باطل فرقے زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنے والے اور اس کا کلمہ پڑھنے والے ہیں ان میں خوارج ہی ایک ایسا فرقہ ہے جس سے پکی اور کھلی کھلی حدیثیں

کسی دوسرے فرقہ کے بارہ میں نہیں آئیں اہل علم جانتے ہیں کہ اس فرقہ کی نسبت کیسے کیسے صاف ارشادات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہیں۔ جن میں سے چند الفاظ یہاں نقل کرتا ہوں۔ ان روایات کے حوالے فتح الباری اور فتح الملہم میں دیکھے جائیں۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ۔ وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے

جیسے تیر شکار کا جسم چھید کر صاف نکل جاتا ہے۔ اور فرمایا۔

لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد و فی روایۃ ثمود

اگر میں نے ان کو پایا تو عاد اور ثمود کی طرح ان کا استیصال کروں گا۔ اور

ھم شر الخلق وہ بدترین خلائق ہیں۔ اور انھم ابغض الخلق الی اللہ وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہیں۔ اور قد کان ھولاء یکفرون المسلمین فصاروا کفاراً پہلے یہ مسلمان بھی کو کافر کہتے تھے فی المقتعم فاقتلھم تو جہاں پاؤ قتل کرو

اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جو مسلمان کوئی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو وہ کافر ہے اس کی جان و مال سب حلال ہے

خیال کیجیے کہ آج اس عقیدہ کے موافق کتنے آدمی مسلمان باقی رہیں گے۔

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ ان کے حال میں لکھتے ہیں۔

یستحلون دماء المسلمین واموالھم ویکفرون الصحابۃ

وہ مسلمانوں کے خونوں اور ان کے اموال کو حلال سمجھتے ہیں اور صحابہ العیاذ باللہ (حضرت علیؓ وغیرہ) کو کافر کہتے ہیں۔

اب خیال فرمائیے کہ ایسے فرقہ سے کسی طرح کے تعلقات رکھنا یا ان کو مدد کرکے انکی شوکت بڑھانا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

ان تمام امور کے باوجود حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ان خوارج کی جنگ مشرکین بت پرستوں اور کفار محاربین سے ہو جائے تو اہل حق مسلمانوں کو کچھ مضائقہ نہیں کہ ان کفار اور مشرکین کے مقابلہ میں ان کی مدد کریں۔ کیونکہ وہ اس وقت کفر صریح سے فتنہ کو دفع کرنے اور نقش اسلام کو ظاہر کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں یعنی چونکہ کلمہ گو ہیں اور اس وقت مشرکین کے مقابلہ میں اس کلمہ کو بلند کرنا ان کا مقصد رہا ہے۔ خواہ فی الحقیقت وہ کتنے ہی اس سے ہٹے ہوئے ہوں۔ اس لئے کھلم کھلا کلمہ اسلام سے انکار کرنے والوں کے مقابلہ پر اظہار نقش اسلام کے نام اور اس کے کلمہ پر بنا ہے لہذا ان کی مدد کی جاسکتی ہے غور کیجئے کہ خوارج کی جو امداد کیا اس کی توجیہ کا سبب مذہب کی بجز اس کے نہیں ہے کہ اس وقت ان کا مقابلہ ان لوگوں سے ہے جو نقش اسلام کے نام سے چڑتے ہیں اور کلمہ سے علانیہ بیزار ہیں۔

اتفاق سے آج ہندوستان میں مسلم لیگ کا مقابلہ بھی کفار و مشرکین سے ہے اور مسلم لیگ میں شریک ہونے والے کلمہ گو مدعی اسلام ہیں۔ جو مسلمانوں کے قومی استقلال سیاسی اقتدار نقش کلمہ اسلام کے اعلا اور ملت اسلامیہ کو من حیث المجموع مسعود طاقتور اور سربلند کرنے کے لئے آئینی جنگ ان کفار اور مشرکین کے مقابلہ پر کر رہے ہیں۔ پھر مسلم لیگ میں شامل ہونے والے بے شمار آدمیوں میں ان چند باطل پرستوں کی تعداد اہل حق کی نسبت عشر عشیر نہیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلم لیگ اس کا فتویٰ دے رہی ہے کہ وہ کل آدمی جو لیگ میں شامل ہوں فی الواقع اور عند اللہ بھی مومن یا مسلم ہیں اس نے اپنے دستور میں اعلان کر دیا ہے کہ ہمارے ہاں لفظ مسلم سے صرف اس قدر ہے کہ اس کا شریک ہونے والا اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کا کلمہ پڑھتا ہو کیونکہ مسلم لیگ کوئی مفتیوں کی جماعت نہیں۔ علماء کے فتاویٰ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے صرف

غیر کلمہ گویوں کے مقابلہ میں قدرے توسیع کیا گیا ہے. گو واقعتہً اسی قدر توسیع بھی مستحسن نہ ہو۔ تاہم مسلم لیگ سے کنارہ کشی کے لیے یہ عذر نہیں بن سکتا۔ اب اس کے بعد تمام علماء کا یہ کام ہے کہ وہ سب مل کر لیگ میں آئیں جس طرح پہلے ۱۹۳۶ء میں آچکے تھے اور معقولیت اور اکثریت کے زور سے اس چیز کی اصلاح کریں اور فاسد عناصر سے اس کو پاک کرنے کی متفقہ کوشش عمل میں لائیں۔ نہ یہ کہ مسلم لیگ سے خفا ہو کر دشمن کے کیمپ میں شامل ہو جائیں اگر آج تمام علماء مع اپنے متبعین کے ادھر آجائیں تو سب کا متفقہ مطالبہ یہاں کی ہمسایہ قوم کو بھی ماننا پڑے گا اور اس طرح تمام ہندوستانی ملکی پولیس کے معاہدات کے ماتحت بیرونی طاقت کی غلامی سے تھوڑے وقت میں آسانی سے نجات حاصل کریں گے۔

ادھر لیگ کے موجودہ رہنما اور قائدین جو غلطیاں علماء اسلام کے نزدیک دین سے بے خبری یا لاپرواہی کی بناء پر کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں ان کے تدارک کی بھی واحد صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنا اثر ورسوخ لیگ میں بڑھائیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ عامۃ المسلمین اور بہت سے اونچے طبقہ کے حضرات کی طاقت ایسی اصلاحی آواز کی پوری قوت کے ساتھ تائید کرے گی۔

اب میں آخر میں بطور اتمام حجت و بمقتضائے الدین[۱] مسلم لیگ کے ممتاز اور ذمہ دار قائدین کو ایک خادم دین کی حیثیت سے نہایت خلوص قلب کے ساتھ خطاب کرنا چاہتا ہوں۔

---

[۱] دین خیر خواہی کا نام ہے۔

ذمہ دار قائدین لیگ سے خطاب

مسلم قوم کی تنظیم۔ نصب العین کی وحدت ہندی مسلمانوں کے قومی و سیاسی استقلال اور اُن کی مرکزیت کو مضبوط تر بنانے کے لئے آپ حضرات نے جو خدمات جلیلہ انجام دیں وہ یقیناً لائق تبریک و تحسین ہیں۔

ہر فرد مسلم جسے اس نازک ترین دور میں، ملت کی اجتماعی ضروریات کا صحیح احساس ہے۔ آپ کے لئے جذبات امتنان اپنے قلب میں موجزن پاتا ہے۔ اس کے ساتھ اس نازک موقعہ پر جبکہ نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب صدر مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ علماء ربانیین سے لیگ کی دستگیری، اور حمایت کی پُر زور اپیل کر رہے ہیں۔ چند اہم امور کی طرف بروقت آپ کی توجہ منعطف کرانا بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ علماء کرام کی ایک معتدبہ جماعت نے خصوصاً جمعیتہ علماء اسلام کے اجلاس کلکتہ کے موقع پر مسلم لیگ کے اصل مطمع نظر کو تقویت پہنچانے کے لئے جو آواز بلند کی ہے اس کا مقصد نہ آپ کو خوش کرنا ہے اور نہ محض لیگ کے بڑھتے ہوئے اقتدار میں حصہ دار بننے کے لئے اس کے ساتھ اپنے دلوں کو وابستہ کر دینا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک صحیح اصول کی تائید حمایت شخصیات سے بے نیاز ہو کر مناسب حد تک کی جائے۔ مسلم لیگ کامیاب ہو یا نہ ہو۔ بلکہ فرض کر لیجئے کہ وہ خود اس مسلک کو چھوڑ دے جسے اس نے آج اختیار کر رکھا ہے، تب بھی انشاء اللہ یہ نہ ہوگا کہ جس چیز کو ہم صحیح سمجھتے ہیں اُسے غلط کہنے لگیں۔

حق کہنے والے کو اکیلا رہ جانے سے گھبرانا نہیں چاہئے احادیث صحیحہ

میں ہے کہ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن ایسے آئینگے جن کا اتباع کرنے والے صرف ایک یا دو آدمی ہونگے۔ بلکہ بعض وہ ہونگے جن کے ساتھ ایک آدمی بھی نہ ہوگا۔ کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ معاذ اللہ حق پر نہ تھے۔ بہر حال آپ کو یقین رکھنا چاہئے کہ ہم حق کی محض حق سمجھ کر تائید کر رہے ہیں جس کی بڑی غرض و غایت یہ ہے کہ اگر مسلم لیگ کو اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل رحمت سے کامیابی عطا فرما دے اور پاکستان قائم ہو جاوے۔ تو آپ اور قائدین لیگ اپنے حسب ذیل مشتہرہ اعلانات کے صدق دل سے پابند رہیں۔

لیگ کے سب سے بڑے قائد مسٹر محمد علی جناح نے، نومبر ۱۹۳۹ء عید الفطر کے موقع پر بمبئی سے مسلمانوں کو اس طرح مخاطب فرمایا تھا۔

"مسلمانو - ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو بغور پڑھیں اور قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔"

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کراچی کے موقعہ پر انھوں نے ہزارہا مسلمانوں کی موجودگی میں نہایت تاکید سے فرمایا تھا کہ قرآن حکیم تمام مسلم قوم کی پشت پناہ ملجا و ماویٰ اور قومی کشتی کا کھیون ہار ہے۔ ہم مسلمانوں پر فرض ہے کہ قرآن پاک کو بغور پڑھیں اور اس پر عمل کریں اور تعلیمات قرآنی کو سب سے مقدم سمجھیں۔"

اسی طرح کی تعلیمیں علی گڑھ - سیالکوٹ - دہلی - لاہور - وغیرہ مختلف مقامات پر کہیں۔ پھر ستمبر ۱۹۴۵ء گذشتہ عید کے موقعہ پر جو پیغام انھوں نے دیا وہ بہت ہی مفصل و مشرح تھا اس کا ایک

جملہ یہ ہے کہ وہ ہر مسلمان کا فرض اسلامی ہے کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کیا کرے۔ تاکہ احکام الٰہی سے واقفیت ہو۔ اور ان پر عمل کرنے سے دنیوی معاملات میں خیر و برکت اور آخرت میں نجات حاصل ہو۔" ابھی حال میں جناب نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے بمقام پشاور موجودگی ارکان عہدہ داران مجلس عمل اعلان فرمایا کہ "پاکستانی علاقوں میں تمام نظام و انتظام حکومت قران پاک کے احکام اور اصولوں کے بموجب ہوگا۔"

چنانچہ انہی اعلانات سے متاثر ہو کر جناب ارباب عبدالغفور خاں صاحب خلیل معتمد افغان جرگہ سرحد مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تھے۔ مذکورہ بالا اعلانات کی روشنی میں مجھے کہنے دیجئے کہ قرآن حکیم کی ہدایات و احکام پر عمل کرنے کے لئے کچھ قیام پاکستان کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سچ پوچھئے تو پاکستان کا ملنا احکام شرعیہ اور تعلیمات قرآنیہ پر استقامت کے ہمارے عمل درآمد رکھنے کا ثمرہ ہوگا۔

فرض کیجئے۔ پاکستان ملے یا نہ ملے۔ جلد ملے، یا دیر سے ملے قرآنی احکام تو کسی وقت بھی معطل نہیں۔

---

[1] جناب نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب صدر مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ نے جو اپیل علماء سے لیگ کی حمایت کے لئے کی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں "ایک لیگ کا نصب العین پاکستان ہے اور لیگ اس پر تلی ہوئی ہے کہ اس سرزمین اسلام کی سچی بنیادوں پر شریعت مطہرہ کی حکومت قائم کر دے۔"

منشور ۱۱- نومبر ۱۹۴۵ء

ہو سکتے۔ تا بحد استطاعت ہم کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہمہ وقت
احکام اسلام کی پابندی ضروری ہے۔ خصوصاً ارکان خمسہ (کلمۂ شہادت
نماز روزہ - زکوٰۃ - حج) کا التزام اور شراب - سود - زنا قمار غرض تمام
منکرات و فواحش سے اجتناب و احتراز بہر صورت لازم ہے۔ اور ان چیزوں
کا لزوم جس قدر عامۂ مسلمین کے حق میں ہے اس سے زیادہ مؤکد علما و قائدین
کے حق میں سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کے ذاتی افعال و اطوار کا اثر دوسروں تک
پہنچتا ہے اور اُن سے اصلاح و تقویت قوم کا مزاج درست ہوتا ہے۔ اور
اس طرح پوری قوم حق تعالیٰ شانہٗ کی نصرت و حمایت کی مستحق ہو جاتی ہے۔ پھر خداوند
قدوس کی نصرت اگر حاصل ہو جائے تو تمام مخالف خائب و خاسر ہو کر رہ جاتے ہیں۔

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی
ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون -

اکبر مرحوم نے خوب کہا ہے ؎

ان کے مضبوط جہازوں کی مددگار ہے آگ — میری ٹوٹی ہوئی کشتی کا سہارا اسلام
خوف حق الفت احمد کو نہ چھوڑے اکبر — منحصر ہے انہیں دو لفظوں پہ سارا اسلام

میں نے جہاں تک قرآن کریم میں تدبر کیا۔ اجمالی طور پر دو آیتیں باری
انفرادی و اجتماعی کامیابیوں کے لئے کافی ہیں۔ انہیں کی تفصیلات قرآن کریم
کے بہت سے مقامات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ایک آیت فاتقوا اللہ ما
استطعتم واسمعوا واطیعوا وانفقوا خیراً لانفسکم ومن
یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون (التغابن پ)

دوسری آیت واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل
ترہبون بہ عدو اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون (الانفال پ)

حق تعالیٰ کی شفقت و حکمت کو دیکھیے کہ دونوں جگہ استطاعت کی شرط کی تصریح فرما دی ہے۔ تاکہ استطاعت کی حد تک تو کوشش میں بنا ہے کمی نہ کریں۔ اور جو تیاری استطاعت سے باہر ہو۔ اس کے فقدان سے بیدلی اور مایوسی نہیں۔ اگر آپ ٹھنڈے دل سے یکسوئی کی ساعتوں میں غور فرمائیں گے تو منکشف ہو جائیگا کہ پاکستان حاصل ہونے تک کا یہ درمیانی زمانہ ہماری سخت آزمائش کا زمانہ ہے۔ ہم کو بعد پاکستان کے لیئے قرآنی تعلیم و تربیت کا ابھی سے درس حاصل کرنا ہے اور اپنے نفس کو اس کی خواہشات کے خلاف اُن امور کا خوگر بنانا ہے جو پاکستان حاصل ہونے کے بعد ہم زیادہ منظم اور زیادہ وسیع پیمانہ پر انجام دینے ہوں گے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم نے تمکن فی الارض (یعنی اسلامی حکومت) کی غرض و غایت بیان فرمائی ہے سنئے الذین ان مکناھم فی الارض و اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر و للہ عاقبۃ الامور اگر ابھی سے ہم نے ان چیزوں کی عادت نہ ڈالی تو اُس وقت ہمارا نظام کیسے درست ہوگا۔ اگر ہم آج ہر شعبۂ زندگی میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کے سامنے کشادہ دلی سے گردن ڈالنا نہ سیکھیں گے تو کل کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ ہم دوسروں کو ان فیصلوں کی طرف دعوت دینگے تو ہمارا دعوت پر یقین کریں گے فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما۔

ہم اس وقت غیر اللہ کی غلامی میں رہتے ہوئے جس قدر آزاد ہیں جو چاہیں کرتے رہیں کوئی احتساب اور روک ٹوک نہیں آزادی ملنے کے بعد یہ آزادی نہ رہے گی بلکہ ایک بہت بڑی غلامی (اللہ کی عبودیت) کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔ کیا آپ حضرات اپنے ایک مخلص بھائی کی استدعا پر توجہ فرمائیں گے۔

خدا کی قسم اگر ہماری قوم کے بڑے آدمیوں نے عملاً قرآنی احکام کی پابندی بلا تامل بغیر اور بلا کسی ہچکچاہٹ کے شروع کر دی تو موجودہ تحریک میں بے حد حساب زور پیدا ہو جائیگا۔ اور رفتہ رفتہ عوائق و موانع اللہ کی مدد سے سب دُور چلے جائیں گے قرانی احکام کا لفظ استعمال کرتے وقت یہ واضح رہنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا اتباع اور آپ کے ارشادات گرامی کا امتثال بھی اسی لفظ کے تحت میں آجاتا ہے بلکہ سلف صالحین کے طور و طریق کا تتبع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے ایسی چیز پر نظر اور بصیرت کی تلاش کرتے تھے کہ کسی قسم پیش آنے والے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق کار کیا تھا۔ کیونکہ وہ حضور کے مبین و شارح قران ہونے کی حیثیت کو بخوبی سمجھتے تھے۔ پھر یہ چیز بھی محالات عادتیہ میں سے ہے کہ کسی معاملہ میں قران کا کوئی حکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح اور تشریع صدیاں گذر جانے پر بھی تمام امت مرحومہ کی سمجھ میں نہ آئے اور ہر دور دُہور کے باوجود امت کے تمام اہل علم اور ائمہ مجتہدین باوجود انتہائی جد و جہد اور غائتیہ شغف و احتیاط کے ساتھ اس کی صحیح مراد سے (معاذ اللہ) جاہل رہیں۔ کسی حکم شرع کے متعلق جس پر عمل پیرا ہونے کی امت کو ہدایت ہو ایسا خیال کرنا گویا قران مبین کو چیستان بنا دینا ہے۔

بناءً علیہ میں تمام ذمہ دار قائدین کو ایک ادنیٰ خادم دین کی حیثیت سے نہایت پُر زور طریق پر دعوت دیتا ہوں کہ خود اپنے بیان کردہ الفاظ کے مطابق قرانی احکام کی سِراً و علناً پابندی فرمائیں اور مسلمانوں کو برابر با قاعدہ یہ اطمینان دلاتے رہیں کہ ان

سکے بعد دستور سازی کے وقت ہم اپنی امکانی حد تک کوئی ایسا قانون بنائے جانے کی اجازت نہ دیں گے جو ہمارے پرسنل لاء اور شرعی معاملات کے بارہ میں علماء اسلام کے طے کردہ فیصلہ کے خلاف ہو۔ اور اسی طرح کی غلطیاں نہیں کی جائیں گی جو ماضی میں بعض احکام شرعیہ سے بے خبری یا لاپرواہی کی بناء پر آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ ایسی غلطیاں کا صدور ہوا تو یہ چیز عامتہ مسلمین کے لئے ناقابل برداشت ہوگی اور وہ یہ سمجھیں گے کہ جو مقصد لیگ کی حمایت اور اس کے حق میں ووٹ دینے کا تھا وہ حاصل نہ ہوا۔ بہرحال ہم سب کو اس کی پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ اس سلسلہ میں ہم عند اللہ وعند الناس ماخوذ نہ ہوں۔ میں امیدوار ہوں کہ آپ ایک بے لوث مخلص کی گذارش پر اسی اسپرٹ میں نظر کریں گے جس میں وہ پیش کی گئی ہے قال اللہ تعالیٰ حاکیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا الی اللہ بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔

خاتمہ کلام پر ایک اور ضروری چیز پر تنبیہ کرنا ہے وہ یہ کہ آپ پورے جوش، ولولہ اور عزم و استقلال کے ساتھ مسلم لیگ کو آگے بڑھانے، ابھارنے، سنوارنے اور نکھارنے میں سرگرم رہیئے۔ اور ساتھ ہی اس کے نام کی لاج رکھئے۔ دیکھئے یہ مسلم لیگ ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ (مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں) جو لوگ آپ کے سیاسی نظریہ کے مخالف ہیں ان سے بھی آپ کا معاملہ شرافت صبر وتحمل اور اخلاق کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ گو دوسری طرف سے کچھ زیادتی اور اشتعال انگیزی بھی کی جائے۔ بعض مقامات پر جو ناشائستہ برتاؤ مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے ساتھ کیا گیا ہے اگر اس کے متعلق اخبارات کیا آمیز

کی روایات صحیح ہیں تو میں اُن پر اظہار بیزاری کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔
مولانا کی سیاسی رائے خواہ کتنی ہی غلط ہو ان کا علم و فضل بہرحال مسلم ہے اور اپنے نصب العین کے لئے ان کی عزیمت و ہمت اور انتھک جدوجہد ہم جیسے کاہلوں کے لئے قابلِ غیرت ہے۔

اگر مولانا کو اب مسلم لیگ کی تائید کی بناء پر میرے ایمان میں خلل بھی نظر آئے یا میرے اسلام میں شبہ ہو تو مجھے اُن کے ایمان اور ان کی بزرگی میں کوئی شبہ نہیں۔ کیا کروں علماء نے لکھا ہے کہ مومن کا اپنے ایمان میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ اس لئے بہرحال اپنے ایمان میں تردد تو نہیں کر سکتا۔ ہاں اپنی سیاہ کاریوں کے پیشِ نظر اپنے کو مومن کہتے ہوئے ذرا شرم سی آتی ہے۔ البتہ ڈرتے ڈرتے اتنا عرض کرنے کی ضرور جسارت کرونگا۔ ؎

گو ہوئی تقویٰ نہیں در نگاہِ خدا ہیں بہت جیس سے ہے حسن خوش ایسا گنہگار نہیں ہوں۔

اب میں آپ حضرات کی عزت افزائی اور مہمان نوازی کے شکریہ اور دعا پر اپنا معروضہ ختم کرتا ہوں۔

اللّٰھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابہ۔
سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین ہ والحمد للہ رب العالمین ہ

العبد شبیر احمد عثمانی۔ دیوبندی۔ ۳۰ نومبر ۱۹۴۵ء

اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ

اکثریت کی رائے کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا

جبکہ اسمیں بعض مصالح اسلامیہ کا پرتو بھی نظر آتا ہو

اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ علماء مسلمانوں کی اکثری سیاست سے علیحدگی برت رہے ہیں

تعلیمی و علمی اداروں کا کام قوم کے دماغوں کی تیاری ہے

جمعیۃ علمائے اسلام کیلئے ضرورت ہے چند جانباز مخلصوں کی جو اس کے نصب العین کو اپنی زندگی بنائیں

جانشین شبلی، خلیفہ مولانا تھانوی، ناظم دار المصنفین معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء

ایڈیٹر معارف، سابق صدر جمعیۃ علمائے ہند دہلی حضرت مولانا الحاج

سید سلیمان ندوی کے ارشادات عالیہ

کیا آپ

پچھلے کلکتہ میں ایک نئی جمعیۃ علمائے اسلام کی بنیاد پڑی ہے۔ جہاں تک اس کے مطبوعہ نظامنامہ کا تعلق ہے وہ بڑی اہمیت کا مستحق ہے۔ اور اس سے بہت کچھ توقعات قائم کی جاسکتی ہیں۔ لیکن کاش یہ معلوم ہوتا کہ صرف کوئی ہنگامی محرک تو اس ساری گردش افکار کا محور نہیں ہے۔ ان کاموں کیلئے ضرورت ہے چند جاں باز مخلصوں کی۔ جو اس کے نصب العین کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں۔ اور پیہم سرگرمیوں سے اپنے وجود کا یقین لائیں۔ ورنہ سیاسی تماشوں میں ایسے سوانگ بہت دیکھنے میں آئے ہیں۔ جمعیۃ کو ثابت کرنا چاہیے کہ وہ ایسی نہیں۔ اور اس سے جو توقعات قائم کی جارہی ہیں، وہ پوری ہوں گی۔ اور وہ متبوع ہو کر رہے گی۔ تابع نہیں

آجکل مسلمان سیاست میں علماء کو برا بھلا کہنے کا عام رواج ہو [illegible] ہے۔ اب علماء "جمعیۃ علمائے اسلام" نے ہمت کرکے ان کی تائید میں آواز بلند کی ہے۔ اور اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ علماء عموماً مسلمانوں موجودہ اکثری سیاست سے علیحدگی برت رہے ہیں۔ تو کیا اب یہ امید کی جائے کہ ہمارے دوستوں کے گزشتہ طرز عمل میں کوئی تبدیلی ہوگی کسی قسم کی حالت کا اس سے زیادہ برا منظر اور کیا ہوگا کہ اس کا زیادہ دلچسپ مشغلہ غیبت، بدگوئی اور باہمی طعن وطنز ہو۔

اس زمانہ میں جب الیکشن کا بازار گرم ہے۔ سیاسیات نے قومی، تعلیمی اور علمی اداروں کو بھی اپنے ساتھ الجھا لیا ہے۔ لیکن یہ صورت حال خود ان تعلیمی و علمی اداروں کیلئے موزوں نہیں۔ یہ ادارے وہ کارخانے ہیں جنکے سپرد قوم کے دماغوں کے کام کی تیاری کا کام ہے اگر گولہ بارود بنانے والے کارخانوں کے مزدور، اور جنگی تربیت گاہوں کے متعلم بھی فوج میں بھرتی ہو جائیں تو کیا ایسی قوم جو تقسیم عمل کے اصول سے اس طرح انحراف برت رہی ہو کبھی لڑائی کے سلسلہ کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھ سکتی ہے

دار المصنفین کی پالیسی

مجلس دار المصنفین بھی ایک علمی ادارہ

ادارہ میں بھی طرز سیاست کے لحاظ سے لوگ مختلف الخیال ہیں۔ تاہم ہمارے ارکان مجلس اس باب میں متحد ہیں کہ ادارہ کو سیاست کی اچھوت سے پاک رکھا جائے اور اسکو عملی سرگرمیوں کا جولانگاہ نہ بنایا جائے۔ بخصوصا ایسی حالت میں جبکہ مسلمانوں کی اکثریت ایک طرف ہے۔ خطا و صواب اپنی جگہ پر لیکن اکثریت کی رائے کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بخصوصا اس وقت جب اس میں بعض مصالح اسلامیہ کا پرتو بھی نظر آتا ہو اور ایسا ہی دوسرا فریق بھی اپنے نظریہ کے متعلق یہی خیال رکھتا ہے۔ اور فریقین اپنے دلائل پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔ (منقول المعارف ماہ دسمبر ۱۹۳۵ء)

امت کی اکثریت کے لئے سامان تسکین

حضرت مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی مترجم قرآن انگریزی و مدیر صدق لکھنؤ و رکن دار المصنفین کا تبصرہ

مولانا سید سلیمان ندوی کی ان تصریحات نے ہوا خواہان دار المصنفین و معتقدین سید کے ایک بڑے گروہ کے دل سے ایک بڑا بار ہلکا کر دیا۔ بعض ذمہ دار اور بعض غیر ذمہ دار دونوں قسم کے اخبارات مولانا کا نام بے تکلفی سے کانگریسی علماء کی صف میں لے رہے تھے۔ اور دار المصنفین کے ایک رفیق کی کانگریس آمیزی کو تو بعض لوگوں نے خوب اچھال رکھا تھا۔ اس الجھن کو دور کرنے کے لئے مولانا کے اس بیان کی ضرورت تھی۔ عملی سیاسیات سے ان کی بے تعلقی اور ساتھ ہی امت کی اکثری سیاسیات کے ساتھ ان کی ہمدردی یہ دونوں باتیں ان کے اعلان سے بالکل واضح ہو جاتی ہیں۔ امت کی اکثریت کے لئے یہ اعلان یقیناً بہت کچھ تسکین و اطمینان کا باعث ہوگا۔ سچ ہے:۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا

(منقول از صدق مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۳۵ء)

کیا آپ